حالات حاضرہ کے متعلق حضور اکرمؐ کی پیش گوئی

ابونصر فاروق

قیامت تک کیا ہوگا: حضرت حذیفہؓ نے کہا کہ ہمارے درمیان رسول اللہؐ ایک جگہ پر کھڑے ہوئے اور کھڑے ہونے کے وقت سے قیامت تک کی کوئی چیز نہ چھوڑی جو آپؐ نے بیان نہ کر دی۔ کسی نے یاد رکھا اور کوئی اُسے بھول گیا۔ جب کوئی بات ظاہر ہوتی تو میرے ساتھیوں میں سے کوئی دو بات بتا دیتا جس کو میں بھول گیا ہوتا تو مجھے یاد آ جاتی جیسے غائب آدمی کا چہرہ یاد آ جاتا ہے اور میں اُسے دیکھ کر جان لیتا۔ (بخاری)

جولوگ قرآن وسنت پر ایمان رکھتے ہیں اُن کو موجودہ حالات کے بگاڑ کو دیکھ کر کوئی حیرت اور تعجب نہیں ہوتا ہے، کیوکہ اُن کو معلوم ہے کہ یہ سب ہونا ہے اور نبیؐ کی بتائی ہوئی بات غلط نہیں ہوسکتی ہے۔ جولوگ قرآن وسنت کا علم نہیں رکھتے ہیں وہ ادھر اُدھر کی بے بنیاد اور جھوٹی باتوں کو سنتے اور نقل کرتے رہتے ہیں، خود بھی گمراہ ہوتے ہیں اور دوسروں کو بھی گمراہ کرتے ہیں۔ یہ عمل اپنے آپ میں ایک سنگین گناہ ہے۔

قیامت سے پہلے پانچ باتیں ظاہر ہوں گی: حضرت ابو ہریرہؓ روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ جائے گا۔ زمانہ قریب ہو جائے گا۔ علم اٹھا لیا جائے گا۔ فتنے ظاہر ہوں گے۔ بخل (دلوں میں ڈال دیا جائے گا۔ اور ہرج (قتل) کی کثرت ہو جائے گی۔ (بخاری، مسلم) وقت کا بے برکت ہو جانے کا مطلب یہ ہے کہ وقت بہت جلدی جلدی گزرنے لگے گا اور کام کرنے کے لئے وقت کم پڑنے لگے گا۔ ایسا اس وقت ہو رہا ہے اور ہر آدمی اس کا تجربہ کر رہا ہے۔

علم سے لوگوں کا محروم ہو جانے کا مطلب یہ ہے کہ لوگ قرآن کو سمجھ کر پڑھنا اور اس پر عمل کرنا چھوڑ دیں گے۔ اسلام میں علم کا اصل مرکز قرآن مجید ہے۔ یہ بے علمی کا دور ہے جس کی پیش گوئی رسول اللہؐ نے کی ہے۔

ایمان کو خطرے میں ڈالنے والے فتنوں کا ظاہر ہونا، اس کا مطلب یہ ہے کہ زندگی کے رنگ ڈھنگ ایسے ہو جائیں گے جن کی پیروی کرتے ہوئے ایمان والوں کا ایمان خطرے میں پڑ جائے گا، لیکن مسلمانوں کو ایمان سے محرومی کی کوئی پروا نہیں ہوگی۔ اُن کو مشرقِ وسطیٰ میں امانت ادا کرنے کا علم۔ پھر نبیؐ نے اُن کے انجنے کی خبر دیتے ہوئے کہا کہ آدمی سوچے گا تو امانت اُس کے دل سے کھینچ لی جائے گی پھر جمع کو لوگ خرید و فروخت کریں گے اور اُن میں امانت ادا کرنے والا کوئی بھی نہیں ہوگا۔ کہا جائے گا کہ فلاں قبیلے میں امانت دار آدمی ہے۔ کہا جائے گا کہ فلاں آدمی کتنا عقل مند، کتنا خوش مزاج اور کتنا ہوشیار ہے، لیکن اُس کے دل میں رائی کے دانے کے برابر بھی ایمان نہیں ہوگا۔ (بخاری، مسلم)

ایک دوسری حدیث میں منافق کی چار پہچان بتائی گئی ہے بات کرے تو جھوٹ بولے، وعدہ کرے تو وعدہ خلافی کرے، امانت میں خیانت کرے اور جھگڑا کرے تو کلام گلوں پر اتر آئے۔ یہاں کہا جارہا ہے کہ لوگوں کے دل امانت سے محروم ہو جائیں گے یعنی وہ مومن نہیں بلکہ منافق بن جائیں گے۔ اور منافق کے متعلق قرآن میں لکھا ہے کہ وہ جہنم کے سب سے نچلے درجے میں رکھے جائیں گے۔ کتنی سنگین صورت حال ہے کہ آج عام طور پر لوگ امانت میں خیانت کرنے والے بن چکے ہیں۔ نمازی اور حاجی ہو کر بھی منافق جیسی زندگی گزار رہے ہیں۔

فرقہ بندی گمراہی ہے: حضرت ابو ہریرہؓ روایت کرتے ہیں کہ لوگ رسول اللہؐ سے خیر کے بارے میں پوچھتے اور میں شر کے بارے میں پوچھتا اس خوف سے کہ کہیں وہ مجھ تک نہ پہنچ جائے۔ میں نے نبیؐ سے عرض کیا کہ ہم لوگ دور جاہلیت میں شر میں تھے تو اللہ تعالیٰ خیر لے آیا کیا اس کے بعد بھی شر ہے؟ نبیؐ نے فرمایا ہاں۔ میں نے پوچھا کیا شر کے بعد خیر ہے؟ نبیؐ نے فرمایا ہاں، لیکن اس میں دھواں ہوگا۔ میں نے پوچھا اس کا دھواں کیا ہے؟ نبیؐ نے فرمایا: لوگ میرے طریقے کے سوا دوسرا طریقہ اور میری عادت کے سوا دوسری عادت اختیار کریں گے۔ اُن کی بعض باتیں اچھی ہوں گی اور بعض باتیں بری ہوں گی۔ میں نے پوچھا کیا خیر کے بعد شر ہے؟ نبیؐ نے فرمایا ہاں، جہنم کے دروازے پر بلانے والے ہوں گے۔ جو اُن کو کہا مانے گا اُسے آگ میں ڈالا جائے گا۔ (بخاری، مسلم)

اچھی مسلمان جماعت کی نگہداشت بندی میں پڑے ہوئے ہیں۔ نبیؐ اس فرقہ بندی سے الگ رہنے کی ہدایت دے رہے ہیں اور بتا رہے ہیں کہ یہ لوگ دین کا نام لے کر جہنم کی طرف بلانے والے ہوں گے۔ جو اُن کا کہا مانے گا وہ جہنم میں جائے گا۔ کاش سمجھ دار مسلمان بیٹی کی اس ہدایت کو یاد رکھیں اور مفرقہ سے اپنا ناطہ توڑ کر سنت کی پیروی کریں۔

مال کی کثرت ہو جائے گی: حضرت ابو ہریرہؓ روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہؐ نے فرمایا: قیامت قائم نہ ہوگی یہاں تک کہ مال بڑھ کر عام نہ ہو جائے، ایک آدمی مال (زکوٰۃ) لے کر نکلے گا مگر کوئی اُسے قبول کرنے والا نہیں ہوگا۔ یہاں تک کہ عرب کی سرزمین بھی چراگاہ میں اور نہروں میں تبدیل ہو جائے گی۔ (مسلم) یہ وقت خلیفہ عثمان غنیؓ کے دور میں آچکا ہے اور اب پھر آچکا ہے۔ تیل کی دولت نکلنے کے بعد عرب مالا مال ہو گئے ہیں۔ اور صرف عرب ہی نہیں دنیا بھر کے مسلمان مال و دولت کی ہوس میں مبتلا ہو کر دین و شریعت سے بیگانے ہو گئے ہیں اور صرف زیادہ سے زیادہ مال کمانے کی فکر میں لگے ہوئے ہیں۔ کسی کو زکوٰۃ اور صدقہ دینے کی فکر نہیں ہے۔ عرب میں اس وقت جو حالات بدل رہے ہیں اور وہاں عام آدمی تو چھوڑیے خود شاہی خاندان ہے زیادہ دولت کمانے کی تدبیریں کر رہا ہے اور حرمین شریفین کا احترام مجروح کرنے میں اُس کو ذرا افسوس اور ملال نہیں ہو رہا ہے۔

جھوٹ بولنے والے: حضرت جابر بن سمرہؓ سے روایت ہے کہ میں نے رسول اللہؐ کو فرماتے سنا قیامت سے پہلے جھوٹ بولنے والے بہت ہوں گے، اُن سے دور ہی رہنا۔ (مسلم)

نبیؐ کی یہ پیش گوئی پوری ہو گئی مسلمان کہتا ہے کہ آج جھوٹ بولے بغیر کام چل ہی نہیں سکتا ہے۔ شاید ہی کوئی مسلمان ایسا ملے گا جس کے متعلق کہا جائے کہ یہ جھوٹ نہیں بولتے ہیں۔ عام آدمی کے ساتھ عالم فاضل، مسجدوں کے امام اور جماعتوں اور اماروں کے امیر و سردار کہ جھوٹ بول رہے ہیں۔ اُن کا پہلا جھوٹ یہ ہے یہ وہ دین ہی اصلی تعلیم جو قرآن وسنت کی بنیاد پر قائم ہوتی ہے اُس کی تعلیم اپنے پیچھے چلنے والوں کو نہیں دے رہے ہیں۔ اُن کا دوسرا جھوٹ یہ ہے کہ زکوٰۃ، خیرات اور صدقہ کا اصل مصرف شریعت میں بتایا گیا مسلم عوام کو اُس کے متعلق نہیں بتا رہے ہیں اور سارا مال خود بڑے کر کھا رہے ہیں جو حرام ہے۔ اُن کا تیسرا جھوٹ یہ ہے کہ نبیؐ نے خطبہ دیتے ہوئے تاکید کی تھی کہ تم میں سے جو علم رکھتا ہے وہ بے علم کو اس سے آگاہ کرے لیکن ان میں کا کوئی فرد مسلم عوام کو دین کی تعلیم نہیں دے رہا ہے۔ اور اس طرح رسول اللہؐ کی نافرمانی کرنے کا مجرم بن رہا ہے۔

دنیا نااہل کے حوالے: حضرت ابو ہریرہؓ سے روایت ہے کہ ایک اعرابی نے حاضر ہو کر پوچھا، قیامت کب ہوگی؟ رسول اللہؐ نے فرمایا: جب امانت ضائع کر دی جائے تو قیامت کا انتظار کرنا۔ پوچھا گیا امانت کیسے ضائع کر دی جائے گی؟ رسول اللہؐ نے فرمایا: دنیا کا کاروبار نااہل لوگوں کے حوالے کر دیا جائے گا تو قیامت کا انتظار کرنا۔ (بخاری)

اس وقت دنیا کا سارا انتظام نااہل لوگوں کے ہاتھوں میں ہے اور ہر ملک کی عوام اپنے سیاسی آقاؤں کے ہاتھوں تباہ و برباد ہو رہی ہے۔ یہ جرم صرف اہل باطل نہیں کر رہے ہیں دنیا بھر کے سارے مسلمان اس میں شریک اور شامل ہیں۔ جتنی مسلم سلطنتیں ہیں اُن کا فرض تھا کہ سلطنت کا انتظام شریعت اسلامی کی بنیاد پر خلفائے راشدین کی پیروی کرتے ہوئے چلاتے یعنی ملک کا دستور شریعت کو بناتے، لیکن وہ یا تو ظالم یا دشاہت کی پیروی کر رہے ہیں، یا دھوکہ دینے والی نقلی جمہوریت کے تحت اپنی حکومت چلا رہے ہیں۔ اور اس طرح اللہ اور انسان دونوں کی حق تلفی کے مجرم بن رہے ہیں۔

دین پسندوں کو عام مسلمانوں کو برائی سے روکنا اور نیکی کی تعلیم و تلقین کرنا تھا، لیکن وہ اس کی جگہ مسلم اور غیر مسلم حکمرانوں کی خوشامد اور چاپلوسی میں لگے ہوئے ہیں۔ حق کا ساتھ دینے، حق کا کلمہ بلند کرنے اور حق کا جھنڈا اٹھانے کی اُن میں ہمت ہے ہی نہیں۔ پچھلے مسلمانوں نے ملت کی بھلائی کے لیے جتنے اچھے کام کیے تھے اُن سبھوں کو ان لوگوں نے تباہ و برباد کر دیا ہے۔ کسی بھی ادارے، انجمن یا وقف کی جائیداد سے عام مسلمانوں کو کوئی فائدہ نہیں پہنچ رہا ہے۔

جولوگ اس امید میں بیٹھے ہیں کہ حالات بدلیں گے اور بہتر ہوں گے وہ شدید غلط فہمی اور فریب کا شکار ہیں۔ جب برائی کو بھلائی سے بدلنے کی کوشش ہو ہی نہیں رہی ہے تو حالات میں سدھار کیسے ہوگا؟ برائیاں دن بدن بڑھتی چلی جائیں گی اور آنے والے حالات بد سے بدتر ہوتے جائیں گے۔ انسان جن میں مسلمان بھی شامل ہیں وہ چاہے جتنی دولت اور اسباب جمع کر لے اُس کی زندگی کو چین اور سکون میسر ہونے والا نہیں ہے۔ اُس کی مشکلات اور مسائل بڑھتے جائیں گے اور بیماریاں اُن کی زندگی کو عذاب بنا کر رکھ دیں گی۔ اس کا نمونہ ابھی سبھوں کو دکھائی دے رہا ہے۔ جن لوگوں نے ناجائز دولت جمع کر رکھی ہے وہ خوف کے سائے میں جی رہے ہیں کہ کب انکم ٹیکس کا چھاپہ پڑ جائے اور وہ جیل چلے جائیں۔ ان حالات میں صرف اللہ کے نیک، متقی، صالح اور فرماں بردار بندے چین اور آرام سے رہیں گے جن کی پہچان یہ ہے کہ وہ دولت کے لالچی نہیں ہوتے، خود غرض نہیں ہوتے دوسروں کے کام آتے اور اُن کی مدد کرتے ہیں۔ اُن سے اللہ کا وعدہ ہے ''ہاں جولوگ ایمان لے آئیں اور نیک عمل کریں اور نماز قائم کریں اور زکوٰۃ دیں، اُن کا اجر پیشگی اُن کے رب کے پاس ہے اور اُن کے لئے کسی رنج اور خوف کا موقع نہیں ہے۔'' (البقرۃ: ۲۷۷)

جس نے سب کو زندگی دی، بندگی اسکی کرو

ڈاکٹر حافظ کرناٹکی

عبادت صرف اور صرف خدائے واحد کی کرنی ہے، وہ ایک ہے، وحدہ لاشریک ہے، اس کا نہ کوئی ساجھی ہے اور نہ شریک ہے۔ وہ مالک کل ہے، سارے جہان کا حاکم اور مالک ہے۔ وہی سیاہ وسفید پر حاوی ہے، اس کی مرضی کے بغیر ایک پتہ بھی نہیں ہلتا ہے۔ یہی ہمارا دین ہے، ایمان ہے، حصے دین اسلام کہا جاتا ہے۔ اس دین کا اپنا ایک نظام ہے، ایک طریقہ ہے، ایک سلیقہ ہے۔ ایک شریعت ہے، ایک طریقت ہے، اور یہی دین دراصل حقیقت ہے۔ اس دین کی بنیاد توحید ہے، یعنی اللہ کو ایک ماننا۔ اسے خالق و مالک جاننا اور اپنی ساری مرادیں اور حاجتیں اسی سے بیان کرنا، اس دین اسلام کا سارا نظام اور اس کا سارا سسٹم توحید کی روشنی سے منور ہے۔ دین کے نظام میں توحید کو وہی اہمیت حاصل ہے جو جسم میں جان کو حاصل ہے۔ ہم اس حقیقت سے خوب واقف ہیں کہ جسم کی بھلے سے اپنی ایک حقیقت ہے اس کی اپنی اہمیت ہے، اس کے اپنے تقاضے ہیں، مگر جب جسم روح سے خالی ہو جاتی ہے تو وہ محض مٹی کا ڈھیر بن جاتا ہے۔ بالکل اسی طرح جب دین توحید خدائے واحد کی حقانیت سے خالی ہو جاتا ہے تو وہ دین گمراہی کا سبب بن جاتا ہے۔ لیکن جسم میں جب تک جان ہوتی ہے تب تک وہ بیمار ہو کر بھی ٹوٹ پھوٹ کا شکار ہو کر بھی زندہ رہتا ہے اور اپنے ہونے کا احساس دلاتا ہے۔ بالکل اسی طرح جب تک توحید زندہ رہتا ہے، خدائے وحدہ لاشریک پر ایمان کامل رہتا ہے تو دین اور ایمان دونوں کی سلامتی قائم رہتی ہے۔

ہم جانتے ہیں کہ دین کی عمارت تین چیزوں پر قائم ہے۔ اوّل توحید، دوم رسالت اور سوم آخرت۔ اور یہ ساری چیزیں توحید کے تابع ہیں اور اسی کے تحت آتے ہیں، گویا ایک ہی اصل کی تسمیں اور صورتیں ہیں۔ رسالت توحید کا حصّہ ہے وہیں روز حساب اور قیامت کا ذکر بھی فرماتا ہے۔ گویا اسلام دین حق کا سارا معاملہ چاہے وہ دنیوی ہو کہ اخروی توحید سے براہ راست تعلق رکھتا ہے۔ خدا کی وحدانیت کی گواہی کے بغیر ان ساری چیزوں کا کوئی مطلب نہیں رہ جاتا ہے۔ جیسا کہ پہلے عرض کیا کہ دین اسلام ایک جسم ہے، تو وحدت اور وحدانیت اس کی روح ہے۔ اس میں شبہ نہیں ہے کہ ہمیں اپنے جسم کے ہر اعضا سے پیار ہے، اس کی صحت و تندرستی پر ہماری زندگی کی خوشحالی اور کامیابی کا مدار ہے۔ اس طرح ہم جانتے ہیں کہ دراصل اللہ ہی شارع قانون ساز ہے اور سب کچھ اسی کے اختیار میں ہے اور ہر چیز اس کے ہی مرضی اور منشا سے ہوتی ہے۔ توحید کا یہ بنیادی تقاضہ ہے کہ ہم یہ مانیں کہ دراصل دنیا جہان میں اور خود ہمارے ساتھ جو کچھ ہوتا ہے یا ہوگا وہ سب اللہ کے حکم سے ہوگا۔ اسی کے قانون کے مطابق ہوگا۔ رسالت کی اہمیت یہ ہے کہ اللہ ہر ایک بندہ سے براہ راست کلام نہیں کرسکتا، یہ اس کی خدائی صفت کے مجاز کا حصّہ نہیں ہے۔ اس لیے وہ اپنی بات بندہ تک رسولوں کے ذریعہ پہونچاتا ہے۔ اس طرح یہ بات واضح ہو جاتی ہے کہ خدا کے واحد ہونے کے ساتھ ساتھ رسالت پر ایمان لانا بھی ضروری ہے۔ اور یہ بالکل درست اور حق ہے کہ حضرت محمدؐ اللہ کے برگزیدہ بندے اور رسول ہیں اور ہمارا اس پر کامل یقین ہے اور جبکہ ہم رسالت مآب کا اقرار کرتے ہیں تو ہم پر لازم آجاتا ہے کہ ہم ان کی سیرت کو اپنی زندگی کے لیے آئیڈیل بنائیں۔ ان کے بتائے طریقوں کو اپنائیں۔ ان کی دی ہوئی تعلیمات پر عمل کریں، اور ہر حالت میں ان کی پیروی کو اپنے اوپر لازم کریں۔

اب اگر کوئی شخص اللہ کو تو ایک مانے، اس کی وحدانیت کی گواہی دے اور اسے اپنا رب ہے اور ان کے بھیجے رسول کو نہ مانے تو اس کا ایمان خراب ہے، وہ مسلمان نہیں ہے، اس کا توحید کے کوئی رشتہ نہیں ہے۔ وہ مسلمان کہلانے کا حقدار نہیں ہے۔ اب جبکہ ہم نے اس حقیقت کو اس طرح تسلیم کرلیا اور مان لیا تو یہ بات بھی واضح ہوگئی کہ دراصل رسالت توحید کے تابع ہے۔ رسول اللہ کا مطمع ہے، اس کا محبوب ہے اور یہی حال آخرت کا ہے، آخرت میں پیش آنیوالے سارے معاملات اور حساب و کتاب اور اچھے برے کے انجام کا ہے، کیوں کہ یہ سارے معاملات وحدت سے تعلق رکھتے ہیں۔

ہم نے قرآن کریم کو پڑھتے ہوئے اکثر پایا ہے کہ اللہ جہاں اپنی وحدانیت کا اعلان کرتا

ہے وہیں اسی طرح اگر انسان پوری زندگی اچھے کام کرے، نیکی کے کام کرے، دوسروں کی بھلائی میں لگا رہے، مگر خدا کی وحدانیت کا اقرار و اعتراف نہ کرے تو وہ کسی بھی صورت میں مسلمان نہیں ہوسکتا ہے۔ اور نہ یہ نیکیاں اور اچھے کام انہیں خدا کی وحدانیت کے انکار کے عذاب سے بچا سکتی ہیں۔ آج تک دنیا میں جتنے نبیؑ اور رسولؑ آئے ان سبھوں کی بنیادی دعوت ایک یہی اور وہ تھی وحدانیت۔ خدا کی یکتائی، خدا کے ایک ہونے کی دعوت۔

بالکل اسی طرح اگر انسان پوری زندگی اچھے کام کرے، نیکی کے کام کرے، دوسروں کی بھلائی میں لگا رہے، مگر خدا کی وحدانیت کا اقرار و اعتراف نہ کرے تو وہ کسی بھی صورت میں مسلمان نہیں ہوسکتا ہے۔ اور نہ یہ نیکیاں اور اچھے کام انہیں خدا کی وحدانیت کے انکار کے عذاب سے بچا سکتی ہیں۔ آج تک دنیا میں جتنے نبیؑ اور رسولؑ آئے ان سبھوں کی بنیادی دعوت ایک یہی اور وہ تھی وحدانیت۔ خدا کی یکتائی، خدا کے ایک ہونے کی دعوت۔

مگر حقیقت یہ ہے کہ آنکھیں جن سے ہم دیکھتے ہیں، ہاتھ جن سے ہم کام کرتے ہیں، پاؤں جن سے ہم چلتے ہیں، زبان جس سے ہم باتیں کرتے ہیں، اور کھاتے پیتے ہیں ان ساری چیزوں کی اہمیت تبھی تک ہے جب تک جسم میں جان ہے ہر نبیؑ اور رسولؑ کو اپنے اپنے زمانے میں خدا کی وحدانیت کی دعوت دیتے ہوئے مخالفتوں کا سامنا کرنا پڑا۔ لوگوں نے ظلم وستم سہتے پڑے، کیوں کہ ہر زمانے کے طاقتور اور حکمرانوں کو یہ لگا کہ خدا کو کامل واکمل ماننے سے اس کی اپنی خدائی خطرے میں پڑ جائے گی اور جب سب کا اس بات پر ایمان کامل ہو جائے گا کہ جو کچھ ہوتا ہے اللہ کی مرضی سے ہوتا ہے تو اس کی حکومت اور طاقت کا ڈر کسی کو دل میں نہیں رہے گا۔

اللہ کے نیک بندوں نے ہر طرح کی مخالفتوں کے باوجود اللہ کی وحدانیت کا علم بلند کیا، آگ میں ڈوب کر بھی اس کی وحدانیت کا کلمہ پڑھا۔ اور دین حق کو سربلندی بخشنے کے لیے اپنے آپ کو ہر طرح کے خطرے میں ڈالا۔ اللہ کے رسولوں اور نبیوں نے اللہ کے بتائے طریقے اور راستے کو صراطِ مستقیم قرار دیا۔ اور اپنی اپنی امتیوں اور تمام بنی نوع انسان کو صراطِ مستقیم پر چلنے کی تاکید کی۔ یہ صراطِ مستقیم بھی توحید کی ایک جزو ہے۔

ہمیں یہ بات کبھی نہیں بھولنی چاہیے کہ ہم پر سب سے بڑا حق اللہ کا ہے اور اس کے حق کو تسلیم کرنا اور دل سے ماننا ہمارے ایمان کی روشنی ہے۔ جو انسان اپنے خالق و مالک یعنی خدائے واحد کے حق کو نہیں پہچانتا ہے اور اس کی تعمیل میں چوری اور بے ایمانی سے کام لیتا ہے وہ دنیا میں کسی کا بھی حق ادا نہیں کرسکتا ہے۔ حق تو یہ ہے کہ وہ اپنی جان اور اپنے نفس اور اپنے وجود کے حق کو بھی نہیں پہچان سکتا ہے اور نہ اس کا حق ادا کرسکتا ہے۔

آج کل دنیا میں جو ظلم و جبر کا بازار گرم ہے اس کی ایک بنیادی وجہ یہ ہے کہ لوگ اپنے رب کے حق کو نہیں جانتے ہیں اور اگر جانتے ہیں تو اس کا حق ادا نہیں کرتے ہیں۔ وہ اپنے رب سے سرکش کرتے ہیں۔ اسی لیے وہ اپنے رب کی مخلوق پر بھی ظلم کرتے ہیں، توحید دین کا صرف ایک جزو اور حصّہ نہیں ہے، دراصل توحید ہی اصل دین ہے۔ توحید کا تصوّر ہی دین کے سارے رمزیات اور ظواہرات پر حاوی و محیط ہے۔ توحید کے بغیر دین کا تصوّر بھی ممکن نہیں ہے۔

یہی وجہ ہے کہ قرآن مجید توحید سے شروع ہوتا ہے اور توحید پر ہی ختم ہوتا ہے۔ قرآن کریم کی پہلی سورۃ سورۃ فاتحہ ہے، جس کی روح اللہ کی شکر گزاری ہے؛

''سب تعریفیں اللہ کے لائق ہیں، جو مربی اور پالنہار ہیں ہر ہر عالم کے، جو بڑے مہربان اور نہایت رحم کرنے والے ہیں، جو مالک ہیں روز جزا کے، تم آپ ہی کی عبادت کرتے ہیں، اور آپ ہی سے مدد کے طلبگار ہیں۔ بتلا دیجئے ہم کو سیدھا راستہ، راستہ ان لوگوں کا جن پر آپ نے انعام فرمایا ہے، نہ کہ ان لوگوں کا راستہ جن پر آپ کا غضب نازل ہوا اور نہ ان لوگوں کا جو گمراہ ہوگئے''۔

انسان جب توحید کے مرکز سے ہٹ جاتا ہے، توحید پر اس کا ایمان کمزور ہو جاتا ہے اور وہ توحید اور دین حق سے راہ فرار اختیار کر لیتا ہے تو وہ دنیا کی ہر معبودی طاقت کے سامنے سرنگوں ہو جاتا ہے۔ مگر جو انسان اللہ کا سچا بندہ ہوتا ہے، تو حید پر کامل یقین رکھتا ہے اور دین کو جان سے زیادہ عزیز جانتا ہے، وہ دنیا کی ہر طاقت سے بغاوت کرنے پر آمادہ ہو جاتا ہے۔ اور صرف اور صرف اللہ کی اطاعت کو لازمی جانتا ہے۔

تسلیم و رضا کا تقاضہ یہ ہے کہ انسان خود کو کلی طور پر اللہ کے حوالے کردے کوئی مشکل اور مصیبت آئے تو اللہ تعالیٰ سے ہی رجوع کرے، ہر حالت میں انسان کو تو بہ کا مرکز اللہ کی ذات ہو۔ اس کی پناہ، اس کی محبت، اس کی پناہ، اس کی نفرت، اس کا غصّہ، اس کا پیار، سب کچھ اللہ سبحانہ و تعالیٰ کے تابع ہو۔

اللہ کی ذات میں، صفات میں اس کے حقوق میں، اس کی وحدانیت اور یکتائی کو تسلیم کرے اور کسی پہلو سے کسی انداز سے اس امور میں کسی اور کو شریک نہ جانے نہ شریک کرے، نہ کسی انسان کو، نہ کسی فرشتے کو، نہ کسی پیر اور مرشد کو، نہ کسی نبی اور رسول کو، اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے کہ: ''اللہ کی ہدایت ہے کہ یہی میرا سیدھا راستہ ہے اسی پر چلو دوسرے راستے پر نہ چلو کیوں کہ وہ تمہیں پراگندہ کردیں گے۔'' (الانعام)

معلوم یہ ہوا کہ خدائے واحد کی وحدانیت کے اقرار کے بغیر اور اس کی حاکمیت کے اعتراف کے بغیر دین کی کوئی اہمیت نہیں رہ جاتی ہے۔ اللہ کو واحد ماننا اور اپنے ہر اچھے برے احوال میں اسے یاد کرنا اور اچھی اور بری تقدیر کا خالق اسی کو ماننا ایمان کے جزو اعظم ہے۔

جس نے سب کو زندگی دی، بندگی اسکی کرو
سجدہ اس کا ہی کرو اور حمد بھی اس کی کرو

نعتِ رسولؐ

آپؐ کے نام پہ قربان رسول عربی
بس یہی میرا ہے ایمان رسول عربی
ناز ہے تیری شفاعت پہ گنہگاروں کو
تم ہوامت کے نگہبان رسول عربی
جس کا ہے اسوہ ترا نغمۂ کردار وعمل
ہے وہی صاحب ایمان رسول عربی
اک نگاہ کرم ولطف ادھر ہوجائے
تیری امت ہے پریشان رسول عربی
آپؐ کے روضۂ اطہر کی زیارت ہو نصیب
میرے دل کا ہے یہ ارمان رسول عربی
شوق ہے دل میں مدینہ کی زیارت ہوجائے
ہوں مگر ہے سروسامان رسول عربی
یوں مجیب آپ کی الفت کی قسم کھاتا ہے
اس کے ہاتھوں میں ہے قرآن رسول عربی

مولانا مجیب بستوی

اکلِ حلال کے بغیر تقوی ممکن نہیں

مدثر حسین اشرفی

رب تبارک وتعالیٰ کی ذات پاک رزاق ہے، وہ اپنے فضل وکرم سے ہر جاندار کو رزق عطا فرماتا ہے۔ اس کی شان کریمی دیکھیے جو اس کی عبادت کرتا ہے، اسے بھی رزق عطا فرماتا ہے، اور جو منکر ہے اسے بھی رزق عطا فرماتا ہے۔ انسان کی ذمہ داری ہی نہیں بلکہ فرض ہے کہ رزق حلال تلاش کرے اور اسی سے اپنا اور اپنے اہل وعیال کی پرورش کرے جو جسم حلال کمائی سے پرورش پائے، وہ صاف وشفاف تر وتازہ اور پاکیزہ رہتا ہے ذہن وفکر اور خیالات عمدہ ہوتے ہیں، نیز عبادات کی طرف مائل ہوتے ہیں۔

جب کہ اس کے برعکس یعنی جو جسم حرام کمائی سے پرورش پائے، وہ پاکیزگی سے کوسوں دور اور اس کے خیالات منتشی ہوتے ہیں۔ قرآن کریم میں رب تبارک وتعالیٰ نے متعدد مقامات پر رزق حلال کھانے کا حکم فرمایا ہے اور اکل حرام سے اجتناب کا حکم فرمایا ہے احادیث کریمہ میں رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے رزق حلال کے فضائل اور رزق حرام کی وعید بیان فرمائے ہیں۔ رسول کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا: ''جو آدمی چالیس دن حلال رزق کھائے اللہ تعالیٰ اس کے دل کو روشن کر دیتا ہے اور اس کے دل سے حکمت کے چشمے اس کی زبان پر جاری کر دیتا ہے۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما فرماتے ہیں: ''اللہ تعالیٰ اس آدمی کی نماز قبول نہیں کرتا جس کے پیٹ میں حرام غذا ہو۔ حضرت سہل تستری رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: ''جب تک بندے میں چار خصلتیں نہ ہوں وہ حقیقتِ ایمان تک نہیں پہنچ سکتا، فرائض وسنت کے مطابق ادا کرنا، رزق حلال تقوی کے ساتھ کھانا، ظاہر وباطن میں ممنوعات شرعیہ سے بچنا اور ان باتوں پر موت تک صبر اختیار کرنا اور انہوں نے فرمایا جو آدمی چاہتا ہے کہ اس پر سچے لوگوں کی علامت منکشف ہوں وہ صرف حلال کھائے اور سنت اور ضروری کاموں کے علاوہ کوئی کام نہ کرے۔ قرآن شریف جو کتابوں میں سب سے افضل واعلیٰ کتاب ہے، جس میں ہدایت، رحمت اور شفا ہے۔ اس مقدس کتاب میں ہر چیز کا بیان ہے۔ شیطان کی انسان سے عداوت جگ ظاہر ہے۔ شیطان اخیر وقت تک اس کوشش میں لگا رہتا ہے کہ بندہ مومن کو بہلا پھسلا کر اس کا ایمان زائل کر دیا جائے، مگر اس کی یہ کوشش اہل ایمان پر ناکام رہتی ہے۔ قرآن شریف میں ہے حضرت عبداللہ ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے کہ اللہ کے رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا: ''جو آدمی کوئی کپڑا دس درہم میں خریدے اگر اس میں ایک درہم حرام کا ہو تو جب تک اس کے جسم پر وہ کپڑا رہے گا اللہ تبارک وتعالیٰ اس کی نماز قبول نہیں فرمائے گا۔

عصر حاضر میں ریاکاری جس رفتاری سے پروان چڑھ رہی ہے، وہ یقیناً تشویشناک ہے۔ یقیناً یہ سوا اچھے اچھوں کو اپنے دام فریب میں لے چکے ہیں۔ آج کچھ لوگ برتری کے لیے، بیش وآرام کی زندگی گزارنے کے لیے۔ اور لوگوں میں بڑا بننے کے لیے اس قدر گر چکے ہیں کہ حلال وحرام میں تفاوت نہیں کرتے۔ بس ہوس ہے جسمن ہے کہ مالدار بن جائیں۔ ایسے لوگ یہاں یہ بھول جاتے ہیں کہ دو حشر ذرے ذرے کا حساب دینا ہوگا۔ مال کہاں سے اور کیسے حاصل کیا اور کہاں خرچ کیا؟ رب تبارک وتعالیٰ پرسش فرمائے گا۔ حیرت ہوتی ہے ان لوگوں پر جو حلال وحرام میں تمیز تو نہیں کرتے، مگر لوگوں میں اپنے آپ کو متقی ثابت کرنے میں لگے رہتے ہیں۔ حدیث شریف میں ہے حضرت عبداللہ ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے کہ اللہ کے رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا: ''جو آدمی کوئی کپڑا دس درہم میں خریدے اگر اس میں ایک درہم حرام کا ہو تو جب تک اس کے جسم پر وہ کپڑا رہے گا اللہ تبارک وتعالیٰ اس کی نماز قبول نہیں فرمائے گا۔

گزارش

اسلامیات کے اس خصوصی صفحہ کے لئے حمدونعت، دینی و اصلاحی مضامین درج ذیل میل پر روانہ فرمائیں۔شکریہ

islamiat.sahara@gmail.com